خلاصہ

پہلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنی محبت کا سبق کچھ اس طرح پڑھا دیا ہے کہ میرا دل دنیا کی محبتوں سے خالی ہو گیا ہے۔

دوسرے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے ہمیں نیکی کے کام کرنے کی ایسی توفیق عطا کی ہے کہ ہم فائدہ اور نقصان کی پروا کئے بغیر تیری رضا کے لیے کام کرتے ہیں اور دنیا والے ہمیں بے کار اور نکمے خیال کرتے ہیں۔

تیسرے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تجھے یاد کرنا ہی سب بہترین کام ہے اور تو نے ہمیں وہ کام سکھا دیا ہے جسکی وجہ سے ہمیں دنیا کے جھمیلوں سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

چوتھے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تیری نعمتوں میں ایک بہت بڑی نعمت لالچ اور حرص سے پاک دل ہے اور وہ تو نے ہمیں دے دیا ہے۔ اور دل کی پاکی کا حاصل ہو جانا گویا دنیا کے بے شمار خزانے حاصل ہونے کے برابر ہے۔

پانچویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ میں لوگوں کو کیسے بتاؤں کہ میں نے تیرے کرم سے کیا کیا پالیا ہے اور تو نے مجھے کیا کیا عطا کیا ہے۔ یعنی شاعر کہنا چاہ رہا ہے کہ اللہ کے کرم اور جود وسخا کی کوئی حد نہیں ہے۔ پھر ہمیں بھی اس کی فرماں برداری کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

چھٹے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو کتنا رحیم و کریم ہے کہ بن مانگے ہی مجھے سب کچھ عطا کر دیا ہے حالانکہ تو سب سے بے نیاز ہے تجھے ہماری یا عبادتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔

ساتویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے آب حیات پلا کر حضرت خضرؑ کو طویل عمر عطا فرمائی۔ (آب حیات سے مراد وہ پانی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے پینے سے موت نہیں آتی)

آٹھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو اپنے دوستوں پر کتنی مہربانی کرتا ہے۔ تو نے حضرت ابراہیمؑ کو بچانے کے لئے بادشاہ نمرود کی دہکائی ہوئی آگ کو بھی گلزار بنا دیا۔

نویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے صبح کے وقت گلشن کی ٹھنڈی ہوا کو ہمارے لیے صحت بخش اور مسرت انگیز بنا دیا ہے۔

دسویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے کہ رات کے اندھیرے دور کرنے کے لیے سورج کی روشنی سے چاند کو روشن کیا۔

گیارھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تو نے بلبل کو خوش آواز بنایا اور پھولوں کو خوشنما رنگوں اور خوشبو سے نوازا ہے۔

بارھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ تیری حکمت تو ہی جانتا ہے کہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے. جس کو چاہتا ہے نہیں دیتا۔ تو نے حضرت موسیٰ کو اپنے دیدار سے مشرف نہیں کیا حالانکہ وہ تیرے دید کے آرزو مند تھے۔ اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو معراج کے موقع پر اپنے دیدار اور ملاقات کا شرف بخشا۔

تیرھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ یا اللہ! میں اپنے گناہوں کی ندامت سے تجھے چہرہ دکھانے کے قابل نہ تھا لیکن تیری کرم فرمائی کہ تو نے مجھے اپنے حرم خانہ کعبہ میں حاضری نصیب فرمائی۔

چودھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! میں نے تجھ سے جتنا مانگا، جتنی خواہش کی اس سے بہت زیادہ تو نے عطا فرمایا ہے۔

پندرھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنی یاد کا نقشہ میرے دل پر ایسا جما دیا کہ گمراہیوں کے سارے نقوش دل سے مٹ گئے۔

سولھویں شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرا شکریہ کہ مجھے صحیح راہ دکھادی جسکی وجہ سے مجھے منزل مقصود (اللہ کی خوشنودی) کو پانے کی راہ آسانی ہوگئی۔

سترھویں شعر میں شاعر اپنے گناہوں کی شدت کا اعتراف کرتا نظر آتا ہے اور کہتا کہ مجھ جیسے بڑے گنہ گار کو تو نے بخش دیا تو پھر جہنم میں کون جائے گا۔ یعنی شاعر خود کو سب سے زیادہ گنہ گار قرار دے رہا ہے۔

آخری شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ میرا رب تو ہی ہے کوئی اور نہیں۔ تو ہی مجھے سب کچھ دینے والا ہے۔ اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تیرا ہی دیا ہوا ہے۔